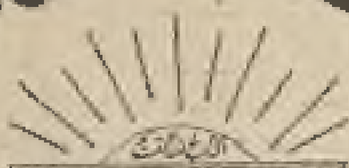
REGISTERED No. L. 89



نمبر (۵۰) — مطبوعہ ۱۳ اگست ۱۹۰ بروز جمعہ — جلد (۰۰۰)

گلدستۂ اخبار

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر
پادری [illegible] اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری [illegible] صاحب ۔ پادری [illegible] صاحب ایڈیٹوریل
پادری [illegible] صاحب
پادری [illegible] صاحب
پادری [illegible] صاحب [illegible] کوریسپانڈنٹس

جنگ ٹرنسوال۔ مرنے کے قریب مردہ کی حالت کسی قدر سنبھل جایا کرتی ہے یہی حال بوئروں کا ہے ہر طرح مغلوب و مفتوح ہو چکے۔ ان کی موجودہ شرارتیں ان کی آخری ہلاکت کی خبر دیتی ہیں۔ بوئروں نے [illegible] کے قریب [illegible] ریلوے سڑک [illegible] ڈالی اور گاڑی کو پٹری سے گرادیا مقام [illegible] میں ایک بڑی بھاری توپ نصب کرکے پل پر گولا مارے ہیں۔ سگالسبرگ ندی عبور کرنے کے وقت بوئر جنرل ڈیویٹ کے ساتھ ۰۰ ۵ آدمی تھے۔ لیکن مشرق کی طرف راستہ بند پاکر ری سٹیٹ کی طرف واپس چلا گیا۔ [illegible] کی لڑائی میں جنرل بلر کے ۹ سپاہی قتل اور تیس سپاہی زخمی ہوئے تھے۔

مسٹر لیبوشر ممبر پارلیمنٹ اور اخبار ٹروتھ کے مالک واڈیٹر ہیں۔ انہوں نے مسٹر کروگر کو خطوط بھیجکر صلاح دی تھی کہ برٹش گورنمنٹ کی کمیشن کو منظور کرکے صلاح ہونے میں طوالت ہونے دیں۔ یہہ کارروائی تمہاری نہایت مفید ہوگی۔ کیونکہ مسٹر چیمبرلین کے سوا مجلس وزارت جنگ کے مخالف ہے۔ ان خطوط کے شائع ہونے پر مسٹر چیمبرلین نے مسٹر لیبوشر سے کیفیت طلب کی تو مسٹر لیبوشر بجائے شرمندہ ہونے کے اپنی کارروائی کی تائید کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے جو مسٹر کروگر کو صلاح دی تھی وہ بہت مناسب تھی اور بھی کئی ممبران پارلیمنٹ کے خطوط شائع ہوئے ہیں جو آغاز جنگ میں مسٹر کروگر کو بھیجے گئے تھے ان کی اشاعت سے لندن میں حیرت پیدا ہو رہی ہے ؛

جنگ چین۔ فتح پیکن میں ۲۰ امریکن سپاہی قتل ہوئے۔ [illegible] جرمن اور فرنچ بھی ۱۷ اگست کو آ پہنچے۔ تاتاریوں کے محلا میں سب سے پہلے ہمارے بہادر سکھ داخل ہوئے۔ مارشل والڈرسی جہاز سے روانہ چین ہو چکے ہیں فتح پیکن میں روسیوں کے ۱۲۹ سپاہی کام آئے۔ ان میں ایک جنرل بھی شامل ہے۔ شنگھائی اور ووسنگ میں ۳۰ یوروپین جنگی جہاز موجود ہیں۔ متفق یوروپین طاقتوں کی فوجیں روز بروز چین میں ترقی کرتی جاتی ہیں۔ دیکھئے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اگرچہ پیکن فتح ہو چکا ہے لیکن سلطنت چین کو کماحقہ مغلوب کرنے کے لئے ابھی بہت کچھ کشت و خون ہوگا۔ پیکن میں بسبب طوفان بے تمیزی پیدا ہو رہا ہے جس قدر یوروپین طاقتیں پیکن پر قابض ہیں اتنی ہی حکومتیں ہیں یہہ خبر محض غلط ہے کہ فغفور چین اور شہنشاہ بیگم کو جاپانیوں نے گھیر لیا ہے۔ ہماری ہندوستانی فوجوں نے جنگ چین میں اعلیٰ درجہ کی بہادری دکھلائی ؛

مہاراجہ بھرتپور نے کہ آپ نے اپنے نوکر کو بندوق سے مار ڈالا گورنمنٹ نے یہہ سزا دی کہ ہمیشہ کے لئے تخت سے محروم کر دیا ان کی جگہ ایک ان کا نابالغ لڑکا قرار دیا جائیگا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ وہ سادہ بند آپ اپنی مٹی پلید کرتے ہیں اور آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارتے ہیں ؛

تار برقیاں

جاپانیوں نے شہنشاہ چین کو گرفتار کرلیا۔ افواہ ہے

پیرس کو سرکاری خبر ملی ہے کہ [illegible] کے مطابق اصلی ہونی کی خبر نہیں آئی ؛ جرمن سفیر کے پیکن میں قتل ہونے سے [illegible] جرمن نے [illegible] چینی سفیر کو برلن میں قتل کرنا [illegible] سوشلسٹ سازش نے شاہ [illegible] کو قتل کرنا [illegible] شہنشاہ جرمن [illegible] جنوبی افریقہ میں [illegible] کام بند کر [illegible] بلفاسٹ کے متعلق [illegible] جنرل بلر کے [illegible] ۲۵ اگست کو [illegible] توپ بازی کرتے رہے [illegible] جنرل بلر کے ساتھ جنرل فرنچ اور جنرل [illegible] بھی شامل ہیں۔ دشمن نے [illegible] توپوں سے بڑی بھاری آتش فشانی کی [illegible] جنرل [illegible] بوئروں کی [illegible] بوئروں نے [illegible] جنرل [illegible] کو گرفتار کیا جو [illegible] ریلوے لائن بوئروں نے [illegible] گلاسگو میں [illegible] وارادت طاعون کی ہوئیں [illegible] جنرل [illegible] ہندوستانی فوجوں کی [illegible] بہت بھاری تھی۔ قیصری [illegible] امریکن [illegible] جاپانی جنگی جہاز [illegible] جنگ چین میں روس کا [illegible] ایک جاپانی [illegible] سے معلوم ہوا کہ ۹۰۰۰ چینی فوج [illegible] متفقہ افواج سے جنگ کرنے کے لئے [illegible] پارلیمنٹ میں [illegible] ایطالی [illegible] ایک جاپانی [illegible] روس نے مقام [illegible] فتح کیا۔ چینیوں کی [illegible] پیکن میں متفقہ فوجیں [illegible] حکومت [illegible]

الکلمت الکم کی نشانی اور ثبوت لا الہ الا اللہ قرآنی

یا یہوواہ صمد قونی والوہیم ربّانی

مرزا غلام احمد قادیانی اصول ایمانیہ یعنے کلمہ لا الہ الا اللہ و کلمہ محمد اللہ کو دین کے کمال ہونے کی ایک بڑی نشانی بیان کرتے ہیں چنانچہ قران کی اس فضیلت کی بہت اشاعت اور تلقین کی ہو حتی کہ آپ کے کہیں کہیں چلے جانے کے بعد یہ یہی نشانی فضیلت قران کی زبان زد ہو اس کے ثبوت میں علاوہ اس مباحثہ کے بیان میں بھی جو مابین آپ کے اور ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب مرحوم کے مقام امرتسر میں واقعہ ہوا تھا الکلمت الکم کی تشریح میں یوں بیان کیا تھا کہ از روئے قران الہامی کتاب کا کمال تین باتوں میں قرار دیا گیا ہو یعنے اصول ایمانیہ اس کے ثابت شدہ اور محقق ہوں یعنے ثابت شدہ اور انسانی فطرت کے موافق ہوں تب اللہ تعالی مومنوں کو قول ثابت کے ساتھ یعنے جو قول ثابت شدہ ہو اور مدلل ہو انسان کو موجودہ دنیا اور آخرت میں ثابت قدم کرتا ہو۔ قول ثابت شدہ سے جو مراد ہو وہ ان کے باقی بیان سے مترشح ہوتا ہو وہ تین نشانیاں ہیں جن میں اول لا الہ الا اللہ اس کا ثبوت۔ دوسری سورۂ بقر سے آپ پیش کرتے ہیں جس میں اللہ نے اصول ایمانیہ پر استدلال اپنے قانون قدرت سے کیا ہے یعنے سلسلہ انتظام عالم اللہ کی توحید وغیرہ کا کافی ثبوت ہے دوسری۔ الحمد للہ جس کی تصدیق صحیفۂ قدرت ہو جس کو آسمان کی طرف نظر اٹھانے سے انسان مطالعہ کر سکتا ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔ اب دیکھئے اس آیت میں اللہ جل شانہ نے اپنے اصول ایمانیہ پر کیسا استدلال اپنے قانون قدرت سے کیا جس کے دیکھنے سے مطابق منشا اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور سے معلوم ہوتا ہو کہ بیشک اس عالم کا ایک صانع قدیم ہو۔

تیسری نشانی۔ مقامہ معہ لوازم و برکات سماوی اور مکالمات الہیہ یہ نشان کن کو حاصل ہوگی؟ آپ فرماتے ہیں ان لوگوں کو جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہو پھر انہوں نے استقامت اختیار کی۔ ... تو خدا ان کا متولی اور متکفل ہو گیا اس دنیا میں اور آخرت میں بھی۔

مرزا صاحب نے اور ان کے اللہ نے جو استدلال خدا کے وجود اور توحید اور الہام اور تمام ربوبیت کے علت العلل ہونے کے بارے میں ثبوت کے طور پر پیش کیا ہو وہ قانون قدرت سے کیا ہو۔ تو بس اس سمجھنے کے مطابق ایسے الہام کی عدم ضرورت قایم کی گئی ہو جس سے وہ حقیقی اللہ جو سلسلہ انتظام قدرت کا بنانے والا ہو ظاہر ہو۔ قانون قدرت سے انسان بیشک خدا کی ہستی یا وجود کا استدلال کر سکتا ہو اور انسانی تواریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ اس نے ایسا کیا بھی ہو مگر خدا الہام کی صورت میں اپنے وجود کی نسبت قانون قدرت سے استدلال کرے اور وہ بھی ایک عقلی استدلال پر انسان کے ایمان کو استقامت بخشے یہ ظاہر کرتا ہو کہ خدا اپنے وجود کی تصدیق علاوہ انسانی عقلی استدلال کے جو انسان خود نیچر کے مطالعہ سے قایم کر سکتا ہو اور کسی طرح نہیں کر سکتا ہے

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

یہ قرآنی تعلیم کتب مقدسہ کی تعلیم سے عین مخالف ہو۔ اس تعلیم سے لا بکلی حجت یہ قایم ہوتی ہو کہ معجزہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور ایسی تعلیم دربارہ وجود خدا نیچری مذہب سے منسوب ہو سکتی ہو مگر الہامی اس کو ہرگز نہیں کہہ سکتے اور الکلمت الکم کے درجہ سے گری ہوئی سمجھنا چاہیئے۔ الہامی ذریعہ خدا کا وہ ہونا چاہیئے کہ جس سے انسانی عقلی استدلال کو جو نظام قدرت پر نظر ڈالنے سے خدا کے وجود کی نسبت پیدا ہوتا ہو کامل تصدیق کے درجہ تک پہنچا دیوے۔ لہذا قرآنی رب کو نظام قدرت کی بنا پر جس نے اللہ کہا اس کو استقامت ہرگز نہیں ہوئی تواریخی رو سے دیکھا جا سکتا ہو کہ کس قدر استقامت محمدیوں کو خدائی توحید کے ماننے سے ہوئی ہو کہاں تک اصلی اور حقیقی خدا سے وہ آشنا ہوئے ہیں۔ اور کہاں تک ان کی تمدنی اور اخلاقی اور روحانی ترقی دیگر مذاہب کے معتقدین سے بڑھکر ہوئی ہو اگر ہم اس امر پر لکھنے بیٹھیں تو بہت وقت صرف ہوتا ہو مگر اپنے بیان کی تصدیق میں یہ لکھنا ہو گا کہ اگر محمد صاحب واقعی توریت اور صحایف انبیا اور زبور کے ماننے اور تصدیق کرنے والے ہوتے تو اپنے مذہب کی اشاعت اور تلقین میں جبر اور زور سے کام نہ لیتے اور نہ قران کی سورۂ توبہ رکوع ۴ کی منزل کی نوبت پہنچتی۔

نیچر جیسا ہم نے پہلے بھی بیان کیا خدا کے وجود اور عام صفات کے بارے میں شہادت بطور ثبوت پیش کرتا ہو۔ اور اخلاقی صداقت کی نسبت بھی بہت کچھ۔ بلکہ دینی اور اخلاقی انسانی ذمہ داری کا بھی وہ شاہد ہو مگر نیچر یا انسانی عقل بلا وحی و الہام الہی صحیح احوال خدا کی نسبت خدا کی ذات اور صفات کی حقیقت با اختیار اور معتبر طور پر نہیں دے سکتی جو مرتبہ قول ثابت شدہ تک پہنچا ہو۔ ہم صرف خدا کے

وجود کی نسبت جو کتب مقدسہ میں درج ہی بیان کرینگے اور یہہ دکھلاوینگے کہ خدا کا مسئلہ جو اہل یہود کو میسّر ہوا اور بعد میں کہیں بڑھ کر اہل عیسائی کو اس علم کو کسی قسم کا تنزل نہیں ہو سکتا بلکہ وہی ایک صحیح الٰہی علم ہی جس سے استقامت پیدا ہوتی ہی اور ایمان کو تقویت پہنچتی ہی۔ اول ہم اصول یا اصول ایمانیہ پر جو مرزا جی کے زبان زد ہی کچھ بیان کرینگے اور پھر اکملت لکم کی تشریح از روئے کتب مقدسہ کرینگے۔ اصول کی بنیاد جس سے کہ وہ اصول ایمانیہ قرار پاتا ہی خدا ہی اور جس سے کہ وہ ہمارے درک میں آتا ہی الہام ہی اور جس سے وہ علی الترتیب بیان ہوتا ہی تسلیم اصول کہلائیگی۔ اور الہام کی ہم اس بحث میں یہہ معنے کرتے ہیں کہ الہام اظہار حق الٰہی ہی جو عقل کی تسلیم کے لئے دیا گیا ہو جس پر قوت ایمان کارگر ہوتی ہی جو بلحاظ رسائی عقل زیادہ فوقیت رکھتا ہی۔ اب ہم اکملت لکم کی تشریح از روئے کتب ربانی یوں کرتے ہیں۔ پہلی نشانی کمال دین کی افعال اللہ ہی۔ مثلاً نظام قدرت ایک فعل نظر آتا ہی مگر اس سے یہہ کامل اور باعتبار تصدیق نہیں ہوتا کہ اس کا فاعل کون ہی۔ پس ضروری ہی کہ خدا نظام قدرت کی اصل کو قایم کرے۔ یہہ نہیں کہ نظام قدرت سے اپنے وجود کا استدلال کرے جس کو مرزا صاحب قرآن کی تسلیم کا کمال بتلاتے ہیں جس میں یہہ سخت مغالطہ ہی کہ جس امر تنقیح کو ثبوت کرنا ہی اسی کو قول ثابت شدہ قرار کر لیا۔ مثلاً قرآن میں مطابق مرزا صاحب اللہ جل شانہ نے لا الہ الا اللہ پر استدلال اپنے قانون قدرت سے کیا ہی یعنے کہ تم نظام قدرت کی طرف نظر ڈالکر خدا کے وجود کو اپنے دلوں میں قایم کرکے استقامت اختیار کرو بلکہ یہہ کہ از روئے کتب مقدسہ جس میں خدا کے افعال کا بیان انسان کی تواریخ میں پایا جاتا ہی وہ خدا پہلے نظام قدرت کی اصل بنیاد کو قایم کرتا ہی یعنے یہہ ظاہر کرتا ہی کہ نیچر ایک مخلوق ہی ایک فعل خلق ہی چنانچہ مرقوم ہی دیکھو پیدایش کی کتاب باب اول آیت ۱۔ ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان کو خلق کیا۔ اب دیکھئے اس آیت کریمہ میں خدائے تعالیٰ نے اپنے وجود کو ابھی قایم نہیں کیا ہی بلکہ آیت مذکورہ میں اس امر کا اظہار ہی کہ موجودات کا شروع ہوا اور اس کے شروع کرنے والا کوئی خالق ہی۔ دوسرا ثبوت کمال دین کا اس پہلی نشانی کے متعلق یہہ ہی کہ جس طرح خدا نے موجودات کو خلق کیا اسی طرح وہ انسان پر جو عملی صورت خود بنایا ہی یہہ بھی ظاہر کرے کہ اس موجودات کا یہہ نہیں کہ کوئی خالق ہی جو بنی نوع انسان خود عقلی استدلال کے طور پر اپنے دل میں قایم کرتا ہی یا نہیں بھی کرتا ہی۔ بلکہ یہہ کہ میں یہوواہ خالق اس موجودات کا ہوں اور ثبوت میں فعل یا معجزہ نہ عقلی استدلال پیش کرتا ہی۔ چنانچہ مرقوم ہی دیکھو خروج باب ۲۰ آیات ۱۔۲۔۳۔ پھر خدا یہہ سب باتیں بولا اور کہا کہ خداوند تیرا خدا ہوں جو تجھے زمین مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ اب دیکھئے خدا اہل یہود کے آگے اپنے وجود کے ثبوت میں فعل جو ان کے مشاہدے اور امتحان میں آیا پیش کرتا ہی۔ یہودیوں کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ بہت ان میں سے بہکائے گئے اور اصنام پرستی میں مبتلا ہوئے مگر استقامت الٰہی یہودیوں نے پکڑی جو یہوواہ خالق زمین و آسمان پر ایمان لائے۔ اور اس کی مرضی کے منقاد اور مطیع ہوئے۔ تیسرا ثبوت متعلق نشانی اول توحید کا قایم کرنا ہی۔ قرآن کلمہ لا الہ الا اللہ پر نظام قدرت سے استدلال کرتا ہی ہم کہتے ہیں کہ اس استدلال کی بنیاد پر توحید اللہ قایم نہیں ہوتی۔ ہاں کوئی مسبب الاسباب کوئی واجب الوجود۔ کوئی علۃ العلل تو قایم ہو سکتا ہی۔ مگر توحید اللہ جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور الہام کے دینے والا قایم نہیں ہو سکتی ہی۔ کتب مقدسہ میں اللہ کی توحید یوں قایم ہوئی ہی دیکھو خروج باب ۲۰ آیات ۲ و ۳۔ جو تجھے غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے۔ اب دیکھئے خدا پہلے اپنے وجود کی تصدیق کو فعل سے قایم کرکے فرماتا ہی کہ میرے حضور تیرے لئے کوئی دوسرا خدا نہ ہووے۔ یہاں کوئی عقلی استدلال اپنے وجود کی تصدیق کے لئے پیش نہیں کیا بلکہ اس ظہور اعجازی کو پیش کیا ہی جو اہل یہود کے مشاہدے سے گذرا۔ پھر دیکھئے کہ ایک غیر قوم کی عورت کس بنا پر حقیقی اللہ کے وجود پر ایمان لاکر استقامت اختیار کرتی ہی۔ دیکھو یشوع باب ۲ آیت ۹ سے اور انہیں کہا مجھے یقین ہوا کہ خداوند نے یہہ سرزمین تمہیں عطا کی . . . . کہ ہم نے سنا کہ جب تم مصر سے باہر نکلے تو خداوند نے تمہارے آگے دریائے قلزم کے پانی کو کس طرح سکھا دیا . . . . اور ہم نے جونہیں یہہ سب کچھ سنا تو ہمارے دل پگھل گئے اور تمہارے سامنے کسی میں مطلق جرأت باقی نہ رہی کیونکہ خداوند تمہارا خدا اوپر آسمان کا اور نیچے زمین کا خدا ہی۔ اس بیان میں صاف صاف پایا جاتا ہی کہ راحب کے دل میں حقیقی اللہ کا ایمان بسبب اس کے الٰہی افعال کے قایم ہوا۔

دوسری نشانی کمال دین کی۔ خدا کا کلام ہی جو اس نے نبیوں کے وسیلے بار بار اور طرح بطرح

کیا اس کی تصدیق میں دیکھو بطور مشتِ نمونہ از خروارے کتاب خروج باب ۳۔ اس باب میں موسیٰ خدا سے متکلم ہوا اور خدا موسیٰ سے۔ مگر دیکھئے وہ غور کرنے کے قابل بات ہے کہ خدا اپنے کلام کی تصدیق بھی کہ وہ وہی ابراہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا ہے اپنے فعل سے ثابت کرتا ہے۔ اور پھر موسیٰ کا فرعون اور یہودیوں کے پاس خدا کا پیغام لے جانا۔ وہ خدا کے فعل سے تصدیق ہوتا ہے کہ واقعی وہ خدا کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ الغرض جیسے پہلی نشانی میں اس نے اپنی ہستی اور وجود کا ثبوت انسان پر اپنے فعل سے ظاہر کیا۔ اسی طرح اس دوسری نشانی میں نبیوں کی معرفت اپنے کلام کے ذریعہ وہ اپنی پروردگاری اور ربوبیت کو بھی قایم کرتا ہے کہ اس نظام قدرت کا خالق قوموں کا حاکم الحاکمین بھی ہے کہ وہی ابراہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا ہے اور کہ اس کی بادشاہت اس دنیا میں قایم ہے۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کا ثبوت خدا کا کلام خود معتبر طور پر اور اختیار کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہے کیونکہ اس کی تصدیق معجزوں اور نبوت سے پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے۔ اگر ہمارا ثبوت محض الٰہیتی ذہن اور قیاس پر ہو تو انسانی قیاس اس حقیقت یا واقعہ پر جو فوق التصور ہو استدلال ستوں نہیں کر سکتا۔ علاوہ بریں واقعات نادیدنی سلسلہ کو جو اور ہی قسم کا ہے تصدیق کے درجہ تک پہنچا سکے درجہ تک قابل اعتبار شہادت نہیں رکھتیں۔ مگر معجزوں اور نبوت کے ساتھ باری تعالیٰ نے اپنے پاک نوشتوں پر ایسی مہر لگا دی ہے جس پر ہرگز داغ نہیں لگ سکتا اور نہ مٹ سکتی ہے۔

تیسری نشانی کمالی دین کی۔ خدا عزوجل کا زمانہ کی بھرپوری میں مجسم ہونا ہے۔ اس کے لئے ثبوت بھی فعل الٰہی کا اظہار ہے چنانچہ مسیح خداوند کی پیدایش ہی ایک معجزہ ہے جس پر طرفہ یہ ہے کہ قرآن خود بھی شاہد ہے۔ پھر مسیح خداوند جو اصول تعلیم پیش کرتا ہے وہ بھی اس قسم کی ہے جو بادی النظر میں ہی روحانی ہونے کی وجہ سے رسمی اور ظاہری تعلیم پر کامل ترجیح رکھتی ہے۔ زمین اور آسمان ٹل جاویں گے مگر توریت کا ایک خوشہ بھی ٹل نہیں جاویگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ رسم کا اصلیت سے بدل جانا۔ خصوصیت تعلیم کا عمومیت و کلیت سے ملتبس ہو جانا۔ صفائی تعلیم کا روحانی سے بدل جانا یہی مراد رکھتا ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ کے تابع ہو جاتی ہے۔ وہ تخم الٰہی بھید کا جو پہلے ابراہیم کی کھیتی میں بویا گیا تھا کی معرفت بڑھتا بڑھتا مسیح میں کامل ثمر بار۔ پھر مسیح خداوند اپنی الوہیت کے ثبوت میں اپنے کاموں کو پیش کرتا ہے۔ عبرانیوں کا خط پہلے باب کی پہلی آیت میں یوں مرقوم ہے۔ خدا جس نے اگلے زمانے میں نبیوں کے وسیلے باپ دادوں سے بار بار اور طرح بطرح کلام کیا ان آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا۔ عہد عتیق میں خدا کے طریق اعمال انسانی تواریخ میں بطور ترقی تبدیل صورت ظاہر ہوتے ہیں۔ اس میں خدائے ذوالجلال اپنے آپ کو کامل طور پر ظاہر نہیں کرتا بلکہ اسی قدر جتنا ابتدائی انسان کے لئے تعلیم و تربیت اور ہدایت کے لئے ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا دو نشانیوں میں خدا نے عزوجل نے اپنے وجود اور اپنی توحید و حکمت و قدرت و ربوبیت کو قایم کیا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حکومت شخصی سے زیادہ تر حکومت فضل ہیں جس میں اس کا اعلان اور الہام شامل ہے۔ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کاملیت دیگر کو ظاہر کیا ہے مگر ابھی تک خدا کی ذات و وجود کے متعلق سارا کمال اس کا ظاہر نہیں ہوا ہے کہ جس سے ہماری استقامت اور ایمان کی بنیاد زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو جاوے۔ یعنے ہمارا تعلق اس کے ساتھ ایسی نزدیکی کا ہو جاوے اور ایسی شراکت اور رفاقت کا ہو جاوے کہ نہ صرف ہم اس کی توحید کے قایل ہو جاویں بلکہ اس کو اپنا باپ آسمانی کہہ سکیں اور بنی نوع انسان کو اپنا بھائی۔ مسیح خداوند میں ذات الٰہی کے علاوہ خدا کی صفات یعنے اس کی قدوسی و راستی و صداقت و رحمت و محبت ظاہر ہوئی ہیں۔ شروع میں خدا ذوالجلال بذریعہ کتابی الہام بر ساطت انسان ہم سے متکلم ہوا۔ زمانہ کی بھرپوری میں کلمہ خدا نے انسانی جامہ پہنا۔ دونوں کا ظہور بذریعہ خدا کی روح کے ہوا۔ ایک کا خیال سلف میں دوسرے کا مریم کے رحم مطہر میں تاکہ وہ بصورت انسان ہمارے درمیان رہے۔ اب دیکھئے جب باری تعالیٰ اپنے نبیوں کے ساتھ ہم کلام ہوا تاکہ اپنے وجود اور ارادہ کا اظہار کرے تو کہیں بڑھکر مسیح میں خدا کا عمانوئیل ہونا ہے یعنے خدا ہمارے ساتھ۔ نبوت میں ناکمل ظہور خدا کا تھا مسیح خداوند میں کامل۔ توریت میں خصوصیت تھی اور وہ آیندہ پورا ہونا تھی۔ مسیح میں عمومیت۔ نبوت الوہیت و عبودیت مسیح کامل نمونہ ہے۔ مسیح خود اس کا مصداق اور ایشتباہ ہے۔

اب دیکھا جا سکتا ہے کہ تثلیث کی نشانی اور ثبوت لا الٰہ الا اللہ قرآنی ہے یا بیہودہ صدقولی و لاوہم زبانی ہے۔ آخر میں ہم مرزا صاحب سے اس بحث کے متعلق جواب کا مطالبہ کرتے ہیں ورنہ وہ میدان جنگ میں اپنے پاؤں اکھڑے سمجھیں۔ فقط۔

الراقم

ایچ گولکناتھ

پھلور

اِدبار یا بار

یعنے

علاقہ جھنگ بار

بار اس کو مت کہو ادبار ہے
شامت اعمال جس پر بار ہے

زمانہ قضات ملک کنعان میں سخت کال پڑا۔ بہت لوگ کنعان کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلے گئے۔ ان میں سے ایک شخص الیملک (ملک اللہ) اور اس کی بیوی نعومی (نعمت) مع اپنے دو فرزندوں کے موآب کے ملک میں چلے گئے۔ قحط کی آفت سے تو بچ گئے مگر موت سے نہ بچ سکے۔ ملک اللہ وہاں فوت ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹے بھی دنیا سے کوچ کر گئے۔ آخر نعمت بی بی واپس کنعان میں آئی اور جب بیت لحم میں داخل ہوئی تو لوگ کہنے لگے کہ نعمت بی بی آئی۔ اس نے کہا کہ مجھے نعمت مت کہو بلکہ مرہ (تلخی) کہو اس لئے کہ قادر مطلق نے مجھ سے نہایت تلخی کی۔ میں بھرپور گئی اور خداوند مجھ کو خالی پھیر لایا۔ (پنجابی بھری گئی اوتر آئی) سو تم کیوں مجھے نعمت کہتے ہو۔ حالانکہ خداوند میرا مدعی ہوا۔ اور قادر مطلق نے مجھے دُکھ دیا (روت کی کتاب پہلا باب)۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہی حال اس علاقہ بار کا ہو رہا ہے۔ آئے دن قحط کی مصیبت سے بچنے کے لئے اس علاقہ بار کو چناب کے پانی سے سیراب کر کے آباد کر دیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں خاندان گھر بار، وطن، خویش و اقارب چھوڑ کر یہاں آ آباد ہوئے۔ اور آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں گاؤں آباد ہو گئے ہیں۔ اور ہوتے جاتے ہیں قحط کی مصیبت سے تو دائمی چھوٹ گئے۔ مگر خدا کا ہاتھ اس علاقہ پر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑے عرصہ سے آبادی شروع ہوئی ہے۔ میلا نہیں گندہ نہیں۔ ہوا صاف ہے۔ کوئی بدبودار نالیاں نہیں۔ تاہم ہر سال بخار اور ہیضہ سینکڑوں کو دبوچ لیتا ہے۔ تین سال ہوئے کہ بخار سے گھروں کے گھر خالی ہو گئے تھے۔ گذشتہ سال ہیضہ نے سینکڑوں کو نگل لیا اور ڈکار تک نہ لیا۔ آج کل بھی جا بجا چاروں طرف ہیضہ کی پکار ہے۔ اور ایسا مہلک ہے کہ ۹۰ فی صدی غریق ہیضہ ہوتے ہیں۔ خاص کر منڈیوں کی بڑی بڑی جگہیں اس کے زیر سایہ ہیں۔ سانگلا ہل، چنیوٹ روڈ، لائل پور، گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور بعض گاؤں بھی۔ اور یہ مصیبت یہیں ختم نہیں ہوتی سارے پنجاب پر آفت ڈھاتی ہے۔ ہیضہ شروع ہوا اور لوگ بھاگنے لگے ذرا نہیں خیال کرتے کہ جو مصر کی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں اور سب طرح کے آرام کے طالب ہیں۔ وہ سانپ بھی ڈسیں گے۔ جہاں جاتے ہیں ہیضہ کو ساتھ لیجاتے ہیں۔ دہی نعمتیں تو آپ کھاتے ہیں۔ اپنے پچھلے دوستوں کو پوچھتے بھی نہیں۔ مگر موت میں سب کو شریک کرتے ہیں یوں جا بجا پنجاب میں ہیضہ پھیل جاتا ہے۔ نہیں معلوم کہ اس علاقہ کی نسبت خدا کی مرضی کیا ہے۔ مگر واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ پیشتر بھی یہ علاقہ تباہ ہو چکا ہے۔ دیکھو یشوع کی کتاب کا چھٹا باب خصوصاً آخری دو آئتیں۔ جا بجا آبادی کے نشان پائے جاتے ہیں۔ کوئیں ہیں۔ ٹھٹھ ہیں۔ کھنڈرات ہیں۔ چنانچہ دھوکر کا قلعہ اب تک موجود ہے جس کی نسبت بعضوں کا خیال ہے کہ یہ وہی قلعہ ہے جس پر سکندر اعظم نے حملہ کیا تھا اور فتح نہیں کر سکا۔ اب صرف اس کے کھنڈر باقی ہیں۔ لیکن اس علاقہ کے جانگلی (جنگلی) لوگ اس کے اندر نہیں جاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں دیو رہتے ہیں۔ بہر حال اتنا ثابت ہے کہ یہ علاقہ ایک وقت میں آباد تھا۔ اور گناہ کے سبب سے برباد ہو گیا۔ اب ہماری سرکار نے اس کو آباد کیا ہے۔ اور گناہ ترقی کر رہا ہے۔ کیونکر یقین کیا جاوے کہ یہ خیریت سے آباد ہو جائیگا۔

اوّل۔ جا بجا زنا کا چرچا سننے میں آتا ہے۔ بعض گاؤں میں سخت جھگڑے۔ فساد۔ مقدمات ہیں جن کی بنیاد زنا کاری سنی جاتی ہے۔ بلکہ یقینی ہے کیا یہ آباد ہونے کی نیت ہے؟

دوئم۔ شراب خواری۔ وسکی اور برانڈی۔ اولڈ ٹام۔ شامپین۔ اکنا نمبر ۱۔ اکنا نمبر ۲۔ سوڈا واٹر لیمونیڈ کی بوتلوں کے ساتھ کاگ اڑتے ہیں۔ اور چنیوٹ یا سانگلے شراب کی دوکان دیکھ لو۔ کیا یہ آبادی کے نشان ہیں۔ کیا یہ بار ور ہونے کی دلیل ہے؟ یہ تو ادبار ہے۔

سوئم۔ ایک اور لعنت اس ملک پر آ پڑی ہے وہ یہ وہی لعنت ہے جس نے پنجاب میں زمینداروں کو برباد کیا۔ وہ ساہوکار اور بنئے ہیں۔ زمیندار اور عام کسانوں کو ان بنیوں نے آتے ہی ایسا غلام بنا لیا ہے کہ چھوٹنا مشکل ہے بلکہ ناممکن کی صورت ہے۔ ہیضہ ہی چھڑا دے تو چھوٹیں گے۔ ورنہ کمائی سے تو ناممکن ہے۔ سود اور دوسرے ناجائز فوائد ڈال کر ۳ر فی روپیہ نفع لیا جاتا ہے۔ خواہ یہ قرض دو مہینہ کے واسطے لیا جاوے یا ۹ مہینہ کے واسطے۔

ایک شخص نے ایک بیل اور ایک بھینس بنئے سے لی۔ دو مہینہ کا اقرار۔ وقت پر روپیہ نہ دے سکا۔ بنئے نے بیل اور بھینس واپس لے لی۔ اور ۳۲ روپیہ باقی کسان سے لینا رہا۔ اب بھی [illegible] روپیہ ہو گیا

بیل اور بھینس کی قیمت کو پہنچ جائیں گے۔ قیمت بھی گئی اور مال بھی گیا۔

ایک اور کسان نے بنئے سے ۲۰ روپیہ قرض لئے۔ وقت پر ادا نہ ہوئے۔ بنئے نے کسان کی گھوڑی ۴۰ روپیہ کی لے لی اور باقی ۲۰ روپیہ کسان کے سر قرض رہا۔ کیا یہہ اندھیر نہیں؟

میں کہاں تک اس مصیبت کا بیان کروں۔ عام کسان تو سینکڑوں کے قرضدار ہو گئے ہیں۔ اور اسی قرض میں برباد ہو رہے ہیں۔ یہہ غضب کا سود جس قرض پر ہو بھلا وہ کبھی ملک کے انڈے بچوں کی طرح کبھی ختم ہونے والا ہے۔ غریب لوگ تو تھوڑے ہی دنوں میں برباد ہو جائیں گے۔ اور زمینیں چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اگر سرکار ان بنیوں کا کسی طرح بند و بست کر سکے تب تو بچنے کی صورت ہوگی ورنہ یہہ اندھیر بیضہ کی طرح بلکہ اس سے بڑھکر کل پنجاب پر پڑیگا جس سے نہ صرف مقروض ہی پر آفت آویگی۔ بلکہ اولاد بھی برباد ہوگی۔ اور ریچھ کا سا حال ہوگا۔

اس علاقہ بار میں مسیحی بہت آکر آباد ہوئے ہیں۔ مگر یہہ دکھڑا ہے کہ خانہ بدوش ہیں جس گاؤں میں کام ملا کر لیا۔ زمیندار نے کچھ نہ دیا تو پھر کسی اور گاؤں میں۔ اسی طرح بہت گاؤں بگاؤں پھرتے رہتے ہیں۔ مشن والے سینکڑوں ہزاروں۔ لاکھوں روپے ادھر اُدھر کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ کالجوں اور سکولوں میں روپیہ برباد کرتے ہیں۔ اگر یہاں ان لوگوں کو زمینیں خرید دیں تو ان غریبوں کا ٹھکانہ ہو۔ یہہ خیال میرا نہیں اور لوگوں کا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ جس حال میں کوئی بلایا گیا ہو اسی میں رہے مگر چاروں طرف زمین کی پکار لگ رہی ہے۔ اسکی بنیاد منٹگمری والا اور دوسرے مسیحی بھائیوں کے گاؤں ہیں۔ جن میں مسیحی آباد ہوئے ہیں۔ اب سب چلاتے ہیں کہ ہمکو بھی زمین ملے۔ ہمکو بھی آباد کرو۔

خدا اپنی رحمت اس علاقہ پر کرے تو آباد ہوگا۔ اور لوگ بھی بدیوں کو چھوڑیں تو البتہ رحمت ہوگی کیونکہ اس احکم الحاکمین کے وعدے مشروط ہیں۔

بارش اس علاقہ میں اچھی ہوئی ہے۔ اناج ۱۲ فی روپیہ ارزاں ہو گیا ہے۔

اس علاقہ میں مسیحی کارندوں کی بڑی ضرورت ہے۔ مسیحی کارندوں کا اس علاقہ میں نہ آنا۔ یہہ بھی ادبار ہی سمجھئے۔

میری سمجھ میں موجودہ حالت بار کی ادبار ہے۔ اللہ کی رحمت ہوگی تو بار ور ہوگا۔ میرا خدا جلد ہی اسکو بار ور کرے۔

لطیفہ

ایک کارخانہ کا منیجر اپنے کارندے سے سخت ناراض ہو کر غصہ میں کہتا ہے۔

منیجر (اپنے کارندے سے) تو منیجر ہے؟

کارندہ۔ حضور میں تو منیجر نہیں۔

منیجر۔ اچھا اگر تو منیجر نہیں تو گدھے کی طرح بک بک کیوں کرتا ہے؟

المشتہر

واعظ

استفسار

جس صاحب نے روح کے سلسلہ نسل در نسل پر نور افشاں میں تحریر کرنا شروع کیا اس کا مطلب مجھ ناچیز نیم مبتدی کی سمجھ میں نہیں آیا اس لئے میں اس صاحب سے چند باتیں بذریعہ نور افشاں دریافت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے فیض علم ہو

۱۔ اس بات پر گفتگو کہ روح کی ہستی مستقل ہے یا غیر مادہ۔

پیارے بھائی آپ براہ مہربانی مجھ کو بتلادیں کہ روح اور جسم ایک خاصیت رکھتے ہیں یا ان دونوں کی مختلف یا متفرق خاصیتیں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ جسم اور روح کی ایک خاصیت نہیں مانتے ہونگے۔ چونکہ جسم فانی ہے اور روح غیر فانی جسم مادہ سے ہے اور روح غیر مادہ جو ہے۔ جسم مرکب تنہ ہے اور روح غیر مرکب جو ہر مفرد ہے۔ جسم تقسیم پذیر ہستی رکھتا ہے اور روح محض بسیط غیر تقسیم ہستی رکھتی ہے تو ہم یہ کیسے قبول کر سکتے ہیں کہ جس طریق سے جسم ہستی میں آتا ہے اسی طریق اور اسی مادہ سے روح بھی ہستی میں آتی ہے۔

۲۔ اور ہر مادے میں زندگی پائی جاتی ہے۔ خواہ نباتات۔ خواہ جانور اور خواہ انسانوں کا ہو۔ اور یہہ زندگی جو مادے میں ہے روح سے علیحدہ ہے۔ جسم مادہ سے ہے اور مادی زندگی جسم میں پائی جاتی ہے جس کے سبب سے جسم بڑھتا پھولتا۔ نشو و نما پاتا رہتا ہے۔ اور تنزل اور ترقی کی صورت میں آتا رہتا ہے۔ یہہ خاصیت روح میں نہیں پائی جاتی۔ روح اپنی ہستی میں نہ بڑھتی نہ گھٹتی۔ البتہ اپنے معلومات اور تجربے میں بڑھتی ہے۔ دوسرے ہر ایک زندگی کا خواہ کسی خلقت کی ہو ایک ہی سبھاؤ اور خاصیت نہیں ہے۔ ہمارا جسم گناہ آلودہ مادے سے ہے۔ اس لئے اس میں گناہ کی طبیعت و خاصیت پائی جاتی ہے۔ روح مادے سے نہیں بلکہ باہر سے ہے۔ لیکن جب جسم عورت کے شکم بچہ دانی میں بذریعہ تخم ریزی مسکن قبول کر کے تیار ہوتا ہے تو روح

اس کو دی جاتی ہے۔ اور روح جسم کی خوشی و غمی و راحت و رنج میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور جن چیزوں کی طرف جسم مائل ہوتا ہے وہ بھی اس ہی کے ساتھ اور اس ہی کی خوشی میں شراکت رکھتی ہے۔ اس سبب سے وہ ملزم و مجرم قرار دی جاتی ہے۔ پس جب گناہ کی خاصیت جسم میں ہے تو روح اس کے ساتھ شامل ہو کر ہر ایک حرکات و افعال میں شامل ہے گناہ کا ذاتی ہونا اسی لئے ہے کہ ہمارے جسم کی ہستی میں نسل در نسل چلا آتا ہے۔

روح کی گناہ آلودہ پیدائش تب بھی ہو جاویگی اگر روح گنہگار مادے سے پیدا ہووے۔ جیسے جسم مادے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر روح کا ٹکڑا روح سے کٹ کر آتا ہے تو جیسے جسم کا ٹکڑا جسم سے کٹ کر آتا ہے۔ اور جسم میں نقصان پیدا ہو جاتا ہے ویسے روح کی حالت ہوئی مگر جسم کی کمی ہونے بسبب عمدہ غذائیں کھانے کے پھر بحال رہتی ہے چاہئے روح کی کمی بھی کسی صورت سے پوری کی جاوے۔

پھر آپ کا خیال کہ اگر خدا جسم میں روح اپنی طرف سے دیتا ہے تو حرامزادہ بچوں کے قالب میں بھی اس ہی کی طرف سے روح ڈالی جاتی ہے۔ جب اس کی طرف سے روح ڈالی جاتی ہے تو ان کے بد افعالوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ میرے بھائی جبکہ خدا گنہگار مادے یا انسان سے پیدائش کرتا اور کرتا رہتا ہے تو بھی وہ اپنی ذات میں پاک اور مبرا ہے تو حرامزادے بچوں کے قالب میں روح ڈالنے سے بھی وہ بری اور پاک رہتا ہے۔ پیدائش کے طریق میں کوئی قسم کا اس پر داغ نہیں آتا تخم کا بچہ دانی میں جانے کا ایک ہی طریقہ ہے خواہ وہ عورت کے ساتھ باقاعدہ صحبت کرے خواہ بے قاعدہ یعنے منکوحہ عورت سے یا غیر منکوحہ عورت سے لئے تخم سے بچے کی تعمیر ہو جانا دونوں صورتوں میں ایک ہی قانون ہے اور تعمیر کے قانون میں کوئی روش نہیں مگر روش جو ہے صحبت میں سمجھا جاتا ہے اور وہ کہ الزام اس پر آتا ہے۔ جو بد طریقے سے عورت کے پاس جاوے۔

میرے پیارے بھائی میں نے یہ بطور بحث کے نہیں تحریر کیا۔ بلکہ بطریق استفسار تاکہ اپنی علم کو فائدہ پہنچاؤں مجھے امید ہے کہ آپ اپنی تحریر سے بذریعہ نور افشاں مجھ نالائق کو تسلی فرماینگے فقط

السلام

عیسیٰ داس

"دو راستے"

زندگی کے سفر میں "دو راستے" ہیں ہر ایک ایک خاص جگہ کو جس کو منزل مقصود کہہ سکتے ہیں لے جاتا ہے۔ مگر دونوں کے انجام میں بہت ہی فرق ہے کیونکہ "چوڑا ہے وہ دروازہ اور کشادہ ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت ہیں جو اس سے داخل ہوتے۔ کیا ہی تنگ ہے وہ دروازہ اور سکڑی ہے وہ راہ جو زندگی کو پہنچاتی اور تھوڑے ہیں جو اسے پاتے" متی ۷: ۱۳ و ۱۴۔

دونوں آسانی سے معلوم ہو سکتے مگر صرف ایک وقت میں ایک ہی راستہ سے سفر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ مختلف اطراف کو جاتے ہیں ایک کم گشتگی کی طرف۔ "ہمیشہ کی آگ میں جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے" متی ۲۵: ۴۱۔ اور وہ جنہوں نے اس کو پسند کیا اپنے سفر کو اس راہ پر ختم کیا ہے۔ اس کے بدلے میں اپنی منزل پہ جو دوزخ ہے جاویں گے۔ یہہ پردہ کبھی پوری طرح نہیں اٹھایا جا سکتا نہ قلم ہی اس ڈراؤنی جگہ کی تصویر کھینچ سکتی ہے نہ کوئی زبان ان کھوئی ہوئی روحوں کی سختیوں کا جو کہ ہلاکت کے گڑھے میں ابد تک ہیں بیان کر سکتی ہے۔

دوسری راہ وراثت کی ایک مبارک جگہ کو جو راستبازوں کے لئے تیار کی گئی ہے راہ نمائی کرتی ہے۔ متی ۲۵: ۳۴۔ جہاں وہ سلامتی اور خوشی کی سلطنت میں خداوند کے تخت کے حضور ہمیشہ کو سکونت کریں گے۔ جہاں وہ خدا کے فرشتوں کے ساتھ حمد و ثنا کی آواز بلند کریں گے۔ اور جہاں پھر جدائی نہ ہوگی۔

یہہ عام بات ہے کہ انسان جب عالم شباب میں ہوتا۔ وہ گناہوں کی طرف زیادہ مائل رہتا ہے اور دنیا کی تمام قوموں میں عام طریقہ ہے کہ وہ اپنی عبادت کا ایک نہ ایک ڈھنگ نکال سکتے ہیں۔ ان ملکوں میں جہاں بت پرست لوگ آباد ہیں اور جنہوں نے خداوند مسیح کا نام نہیں سنا انہوں نے اپنے لئے اپنے خدا یا دیوتا بنا رکھے ہیں۔ بعض سورج کی بعض چاند ستاروں۔ لکڑی۔ پتھر اور سونے روپے کے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور ان کے سامنے ایسی خاکساری اور عاجزی کے ساتھ قربان ہوتے جس کا بیان نہیں ہو سکتا نہ صرف وہ اپنے مقصود کو بلکہ اپنے آپ کو قربان کر دیتے جن کی بہت سی دلچسپ افسوسناک نظیریں موجود ہیں جو ہم کو بتاتی ہیں کہ ہم ان کو جھوٹے معبودوں سے پھیر کر ایک سچا اور بہتر راستہ بتاویں اور زیادہ تر ان کو ہم تھوڑا بہت آسمانوں کے خدا اور اس کے بیٹے یسوع مسیح کی بابت جو دنیا میں گناہوں کی معافی کے لئے ان کو بچانے جو جھوٹے معبودوں کو ترک کر کے آمادہ ہیں

ایا۔ لاکھوں لاکھ آدمی دنیا میں ایسے ہیں جنہوں نے انجیل کی خوشخبری سُنی اور وہ مانتے ہیں کہ خداوند مسیح گناہ معاف کرنے پر قادر ہے۔ تاہم وہ دلی تجربہ کے علم سے ابھی تک بے بہرہ ہیں۔ وہ تباہی کے راستے پر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ بہتوں کو گمان ہے کہ وہ بچ نکلیں گے۔ مگر وہ اپنی اصلی حالت سے آگاہ نہیں۔ ہزارہا آدمی اگرچہ ان کا مذہب سچا بھی ہو تاہم انسانی کمزوری سے وہ دنیا کی باتوں کو زیادہ ہی آرام عیش وعشرت کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ایسے آدمی آئندہ کی باتوں کی بابت کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ اور برسوں تک اسی رستہ پر چلے جاتے اور اپنی زندگی کا بہت سا حصہ بسر کر لیتے ہیں۔ اور دنیاوی خوشیوں سے خوب حظ اٹھاتے مگر آئندہ کی بابت بہت تھوڑا سوچتے ہیں۔ جبکہ آخر کار وہ دن جو ان کو اس دنیا سے جدا کرنے والا ہے ان کو یاد دلاتا کہ دنیاوی عیش وعشرت تو چند روزہ تھی۔ اس وقت ان کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ اور وہ دُھندلا سا دیکھنے لگتے مگر بے فائدہ۔

لیکن تمام آدم زاد پوری طرح دنیاوی زندگی بھی خوشی سے بسر نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ گناہوں کے رستہ پر ہی کیوں نہ چلتے ہوں مگر ہم کو خدا کے کلام سے معلوم ہوتا کہ جو لوگ گناہوں میں زندگی بسر کرتے۔ ان کے لئے راستہ بہت بگڑا۔ مشکل افسوسناک اور سخت معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا خراب جس کا بیان کرنا مشکل ہے آہ! ان کے لئے جنہوں نے مسیح عالم کو نہیں پایا کتنی مشکل ہوگی۔ ان کے لئے "زندگی کے دروازے بند ہیں"۔ ہم یقین رکھیں جب تک زندگی ہے تب تک امید بھی ہے۔

پھر وہ بھی ہیں جو بالکل گناہ میں تو نہیں چلتے مگر تاہم اندھیری راہ پر ہیں۔ یہ وہ ہیں جو شریروں کی مجلس اور صحبت میں رہتے اور اسی طرح اپنے آپکو ایسی راہ پر جو ہلاکت کو لے جاتی ہے جا رہے ہیں۔ اس جماعت کے ہزاروں اگرچہ بت پرستوں۔ خونیوں۔ بٹ ماروں۔ زانیوں۔ فاسدوں کی قطار میں کھڑے ہوں شناخت نہ کئے جاویں گے اور یہ گروہ بھی ان کا ساحصہ پاویگا جو اندھیری راہ میں چلتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ اس کا بیان کرنے کی قلم میں طاقت نہیں ہے کوئی مصور بھی اس کی تصویر نہیں کھینچ سکتا نہ زبان کو یارا ہے کہ فصاحت کے ساتھ بیان کر سکے۔ مگر ہاں (دیکھو انجیل متی ۷: ۱۳) یہ راستہ ایسی جگہ کو جہاں سے پھر کر واپس نہ آنا ہوگا۔ اور جہاں ہمیشہ کو جلتی آگ میں رہنا ہوگا۔ یہ راستہ آگ اور گندھک کی جھیل کو جاتا ہے۔ یہ راستہ ان ابدی مکانوں میں جہاں شیطان اور اس کے فرشتے اور مقتدین سکونت پذیر ہونگے جاتا ہے۔

اس بڑی عدالت کے دن ہزاروں بلکہ کروڑوں مسیحی بھی حیران ہونگے جب ان کو اپنے دنیاوی سفر کا ذرہ ذرہ حساب دینا ہوگا۔ لاکھوں کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ زیادہ تر مجھ کو اگر مسیح سے دور ہوں۔ خاص کر ان کو جن پر جھوٹے نبی کا خطاب صادق آتا ہے۔ ہم خداوند کے پاک کلام میں پڑھتے ہیں۔ خداوند کہتا ہے "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھے کہیں گے اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ دیووں کو نہیں نکالا بہت سی کرامات نہیں کیں؟ اور اس وقت میں ان سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو جاؤ" متی ۷: ۲۱-۲۳۔ خداوند کہیگا میں تم کو نہیں جانتا "اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے" متی ۲۵: ۴۱۔

اے عزیز پڑھنے والے۔ سوچ کہ تو کس راہ پر جا رہا ہے اگرچہ ہم اب تک بھیڑوں کے بھیس میں بھیڑئیے ہیں تو اب وقت ہے کہ ہم اندھیری راہ سے لوٹیں۔ اگر آپ کو خداوند نے زیادہ سونپا گیا آپ سے زیادہ حساب لیا جائیگا اگر آپ استاد ہیں تو غور کریں کہ آپ کا فرض کیا تھا اور کہاں تک اس کو پورا کیا۔ اگر پاسبان تو آپکی ذمہ داری بہت زیادہ ہے اور ہم نہ کسی دوسرے استاد یا پاسبان کو اپنا نمونہ بناویں۔ ان کو اپنا راہنما نہ بناویں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہم کو گمراہ کر دیں۔ لیکن ہمارا راہنما کلام اللہ ہے۔ اور مسیح خود ہمارا نمونہ۔ خداوند کا کلام سچا اور صاف ہے مبارک ہیں وہ جو انسانی تعلیم کو بالائے طاق رکھ کر پہلے خداوند کے پاک کلام سے ہدایت پاتے۔ اور اس کی ہدایت کے مطابق چلتے اور کمال عاجزی سے اس کی مرضی کو دریافت کرنے کی راہ فرمانبرداری کے ساتھ اس کے ساتھ ساتھ رہنے کو اس دنیا سے بہتر جانتے۔ "وقت کو غنیمت جانو کیونکہ دن برے ہیں"۔ اور خداوند مسیح جلد آنے والا ہے۔ "ہاں اے خداوند مسیح جلد آ"۔

الراقم

سکندر خاں

کسولی کے پیسٹور انسٹیٹیوٹ میں اس وقت سگ گزیدہ زیر علاج ہیں۔ [illegible] ہیں۔

بقیہ

چندر لیلا سادھنی کا قصہ

چوتھا باب

چندر لیلا کا راستہ میں تکلیفات اٹھانا

پہووا میں ہوں۔ یہہ میرا نام ہے۔ اور میری شوکت دوسرے کو نہ دونگا۔ اور وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی کھودی ہوئی مورتوں کے لئے ہونے دونگا۔ یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۸۔

دوارکا یعنے دروازوں کا شہر کاٹھیاوار جزیرہ نما کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ پرانوں میں لکھا ہے کہ اس شہر کو مہاراج کرشن نے تعمیر کیا۔ اور اس کی حفاظت کے واسطے بلند قلعے بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے اندر نہایت خوبصورت باغ اور تالاب بنے ہوئے ہیں۔ یہہ مہاراج کرشن کی خاص تماشہ گاہ تھی ہندوں کا یقین ہے کہ ایک ہی رات میں یہہ مندر کسی قدرت سے بنایا گیا تھا۔ اس میں ایک دیوتا کا مندر ہے۔ اور ایک بھاری دالان جس میں کتھا سننے کے لئے لوگ اکٹھے ہوتے تھے موجود ہیں۔ اور اس دالان کی چھت پتھروں کے پیلپایوں پر قائم ہے۔ اور اس دالان کی اونچائی ۱۰۰ ہاتھ اونچی ہے۔ اور اس کی چھت بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے۔ اور مندر سہ منزلہ ۱۷۰ ہاتھ اونچا ہے کہتے ہیں کہ جب مہاراج کرشن نے وفات پائی۔ سمندر یہاں تک جوش میں آیا کہ تمام شہر غرق ہوگیا۔ مگر یہہ پاک مندر غرق ہونے سے بچ گیا۔ یہہ تعجب کی بات ہے کہ لاکھوں اور کروڑوں انسان یہاں پر پرستش کے لئے آتے ہیں۔ اس جگہہ کی بابت یوں ذکر ہے کہ کوئی اس پاک مندر میں تھ کرینگا جہاں کرشن نے اپنے کھیل تماشے کئے ہیں وہ سب گناہوں سے پاک ہو جائیگا۔

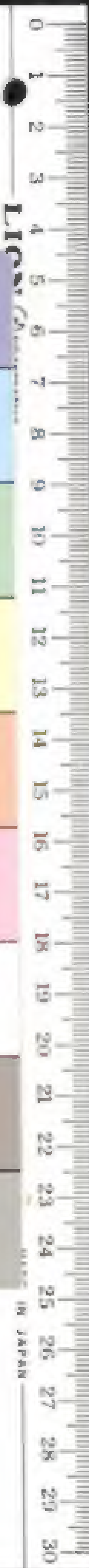
اس جگہہ پہنچکر چندر لیلا نے اپنے بدن پر چندن گھسکر لگایا۔ اور ۱۰ دن رہکر دیوتا کی پرستش کرتی رہی۔ اور برہمنوں اور سادھوؤں کو خوراک دیتی رہی اور ان کو نقدی بھی دی۔ اب یہاں سے وہ بدری ناتھ کو روانہ ہوئی جو ہندوستان کی شمالی حد پر ہے۔ اور یہہ بدری ناتھ کا مندر ان چار دھام میں سے ایک ہے۔ یہہ مندر وشنو کے نام سے بنایا گیا ہے۔ جو دنیا کی حفاظت کرنے والا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دیوتا کی مورتی دریائے الکنندا کی تہ سے نکالی گئی ہے۔ یہہ مندر گول بنا ہوا ہے۔ اور اس کا گنبد تانبے کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کی چوٹی پر سونے کا کلس لگا ہوا ہے اور یہہ ہمالہ پہاڑ کی بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ جہاں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ بدری ناتھ کے نزدیک ایک پہاڑ پر کیدار ناتھ کا مندر ہے۔ یہہ دونوں مندر اس راستہ پر نظر آتے ہیں جو نینی تال سے مسوری کو سڑک جاتی ہے۔

چندر لیلا تھکی ماندی اور جسمانی تکلیفیں اٹھاتی ہوئی پر دل میں پوری امید سے اس مندر کی طرف روانہ ہوئی۔ اور اس نے اپنی دونوں سہیلیوں کے پہاڑی راستہ کو طے کرنا شروع کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس کے ننگے پاؤں سردی کے سبب سے سُن ہو گئے اور پتھروں اور برف سے زخمی ہو کر خون بہنے لگا۔ اور اپنی گٹھری میں سے اپنے پرانے کپڑے نکالکر پاؤں پر لپیٹے اور آگے کو روانہ ہوئیں۔ اور جہاں تک وہ آگے جاتی تھیں سردی کے مارے ٹھٹھرتی جاتی تھیں۔ تو بھی چندر لیلا اپنے ارادہ سے باز نہ آتی تھی۔ یہہ راستہ خطرناک اور مشکلوں سے پُر تھا۔ پر یہہ ہر مردہ پگ ڈنڈی کے راستہ آہستہ آہستہ چلی جاتی تھیں۔ کبھی پتھروں کے سہارے کبھی برف کے سہارے سے جو جم کر سخت ہو گئی تھی مندر تک پہنچ گئیں۔ یہاں وہ ۵ روز رہی اور اس کو یہہ یقین ہوا کہ جس قدر میں نے یہہ مصیبتیں سفر کی اٹھائی ہیں۔ امید ہے کہ دیوتا کی مہربانی اوروں کی نسبت مجھپر زیادہ ہوگی۔

اب چندر لیلا پھر اسی راستہ سے تھکی ماندی اسی پُرخطر راستہ پر نیچے اترنے لگی لیکن چندر لیلا کا دل غموں سے بھرا ہوا اور بڑا اداس تھا۔ اب اس کو ۷ برس ہوئے تھے کہ وہ اپنے گھر سے نکلی ہوئی تھی اور ان نامی مندروں میں خدا کی تلاش میں پھرتی تھی۔ لیکن ناکامیاب رہی اور یہہ سوچکر وہ جگناتھ کو روانہ ہوئی تاکہ خدا کی تلاش میں کوئی کمی باقی نہ رہ جاوے۔ جہاں پہنچکر اس نے دیوتا پر گنگا جل چڑھایا جو اس کے پاس کسی کام کے واسطے موجود رہتا تھا۔

امیر صاحب کابل کی پاس خاطر ایران

والی دولت خداداد افغانستان نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت جو خیالات ظاہر کئے ہیں اُنسے برٹش قوم کی عام رائے اُنکی وفاداری کو تسلیم کرکے طالب یہ ہی ہے کہ ہز ہائینس کو شکایت کرنیکا ہرگز موقع نہ دیا جائے۔ چنانچہ انگلستان کے مشہور مدبر اور صائب رائے سر چارلس ڈلک نے دوستانہ طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ ان کی شکایت رفع کرنی ضروری ہیں۔ گو امیر صاحب خود بھی جانتے ہیں کہ ان کا زیادہ تر تعلق گورنمنٹ ہند کے ساتھ ہے اور لندن میں ایلچی رہنا ضروری نہیں ہے۔ تاہم اگر ضابطہ پورا کرنے کیواسطے ایلچی سفیر کے رہنے کی اجازت دیجائے تو کچھ مضائقہ نہیں ایران کا سفیر بھی تو رہتا ہی ہے۔



واقعات اور رائیں

اردو کا صحیح شدہ۔ نیا عہدنامہ۔

یہ ترجمہ یونانی زبان کے قدیم ترین قلمی نسخوں کو جو پہلے ترجمے کے بعد دستیاب ہوئے مقابلہ کر کے کیا گیا ہے اس ترجمہ اور پہلے ترجمے میں مضمون کا تو بہت ہی تھوڑا فرق ہے مگر مترجموں نے اردو زبان کی ترقی کا خیال کر کے کہیں کہیں الفاظ کو بدل دیا ہے جس کی ہمارے خیال میں چنداں ضرورت نہیں تھی کیونکہ پہلا ترجمہ عموماً بہت صاف اور عمدہ ہے اور ما چند جگہوں کے بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے علاوہ اس کے اسی قدر عرصے تک پڑھتے پڑھتے لوگوں کو اس کے بہت سے حوالے بزبان یاد ہو گئے ہیں اس ترجمے میں بہت سے نام پہلے ترجمے کی مانند نہیں رکھے گئے بلکہ ان کو اصل کے مطابق کر دیا ہے۔ ہماری رائے میں اس تبدیلی کی بھی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ باوجود ان باتوں کے یہ نیا ترجمہ ہر ایک کو خریدنا چاہیے کیونکہ اس کو پرانے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کر کے پڑھنے سے بعض حقائق زیادہ صاف طور سے سمجھ میں آتے ہیں۔ مگر بعض جگہ کی تبدیلی الفاظ ابھی معلوم نہیں ہوتی بہتر ہوتا اگر کبھی ان آیات کو بڑھا یا گھٹا دیتی کہ جو قدیم ترین یونانی نسخوں میں پائی یا نہ پائی جاتی ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ کو بطور دیباچہ کے بتلا دیا جاتا۔ اس ترجمہ کی چند خصوصیتیں ہیں (۱) بہت صاف خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔ کچھ عرصے سے انجیل اور اس کے نسخوں کی چھپوائی بہت خراب رہی ہے خوشی کی بات ہے کہ سوسائٹی نے اس طرف توجہ کی ہے (۲) اس میں مضامین کی تقسیم کی گئی ہے اور ہر ایک مضمون پر سرنامہ بھی لکھا گیا ہے۔ (۳) اس میں چھ رنگ کے نقشے شامل کئے گئے ہیں۔ ہر ایک مسیحی کو اس ترجمے کو خرید کر پہلے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کر کے پڑھنا چاہیے ہم کو شک ہے کہ پنجابی مسیحی اس ترجمے کو پہلے ترجمے کی نسبت ترجیح دیویں۔ قیمت اس کی ہر سے ایک روپیہ تک بموجب جلد کے رکھی گئی ہے۔ ناظرین ضرور بالضرور اس کو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے منگوا کر پڑھیں۔

انڈیا سنڈے سکول یونین کی طرف سے ۲۱ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء اتوار اور پیر کے روز سنڈے سکولوں کے لئے عالمگیر دعا کے روز مقرر کئے گئے ہیں یقین ہے کہ تمام سنڈے سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ اس کا بندوبست کریں گے۔

ہندوستانی مسیحیوں کی مردم شماری

پچھلی مردم شماری میں جیسا کہ ہم کسی پچھلے پرچے میں بتا چکے ہیں مسیحیوں کی مردم شماری کی نسبت خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا تھا اس واسطے بہت سی غلطیاں ہوئیں خوشی کی بات ہے کہ ان مشکلات کا خیال کر کے ممالک مغربی شمالی اور اودھ کے علاقے کی مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے سرکلر جاری کیا ہے کہ دیسی مسیحیوں کی مردم شماری کے لئے دیسی مسیحی شمار کنندے مقرر کئے جاویں۔ اور جہاں کہیں استقدر مسیحی نہ مل سکیں مشنری صاحب پہلے نقشے کی خانہ پری کی خاطر شمار کنندوں کی مدد نقشے کے ساتھ مقابلہ کر لیوے۔ امید ہے کہ پنجاب کی مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی یہاں کے مسیحیوں کی مردم شماری کی نسبت بھی حتی الوسع مسیحی شمار کنندے مقرر کریں گے۔

خوشی کی خبر ہے کہ پادری ایچ ۔ ای ۔ ایم ۔ بشپ صاحب دوبارہ ہندوستان میں واپس تشریف لا کر شمالی ہند کی بائبل سوسائٹی کے کام کو پھر سنبھالیں گے۔ ان کے قائم مقام صاحب اپنے پہلے کام پر جنوبی افریقہ کو واپس چلے جاوینگے۔

ممالک مغربی شمالی کی انڈیا سنڈے سکول یونین کا سالانہ جلسہ لکھنؤ میں پہلی اور دوسری اکتوبر ۱۹۱۲ء کو منعقد ہوگا چونکہ قریباً ساری کاروائی ہندوستانی زبان میں ہوگی اس واسطے یقین ہے کہ بہت سے صاحبان اس جلسے میں شریک ہونگے۔

قریباً پانچ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک برہمن بنام [illegible] نے بپتسمہ پایا تھا اس کی بیوی اور بیٹا منحرف رہے اس کے اور اس کی بیوی کے رشتے داروں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ہرگز ہرگز اس کی بیوی اور لڑکا اس کے نہ ہونے پاویں مختلف لوگوں نے مختلف رائیں دیں کسی نے کہا عدالت سے لڑکا لو اوروں نے اور تجویزیں بتائیں پر اس نو مرید نے صبر سے اپنی بیوی اور لڑکے کا انتظار کیا اور تنخواہ کا حصہ روپیہ وغیرہ بھیجتا رہا۔ پر اس کے علاوہ وہ برابر ان کے لئے خدا سے دعا مانگتا رہا۔ آخر قریب ایک سال کا ہو کہ اس کی بیوی اور لڑکا دونوں آخر کار اس کے ساتھ رہنے کو آئے یہ ارادہ کر کے کہ کسی طرح پر عیسائی زور اپنے اوپر نہ ہونے دینگے لیکن اس شوہر کی دعا کا زور اور دیگر مسیحی وسائل کی تاثیر ایسی ہوئی کہ وہ عورت اور لڑکا دونوں بپتسمہ کیلئے تیار ہوئے اور ماہ جولائی میں بپتسمہ پایا وہ اب خود دعا کرتی ہے اور اپنے شوہر کو مسیحی خدمت میں بہت مدد دیتی ہے۔

صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ جو لوگ ایسی رکاوٹوں سے مسیحی ہونے سے باز رہتے ہیں اس حال کو

دستور العمل اخبار نورافشاں لودیانہ

قیمت سالانہ اہل ہند سے بغیر انگریزی ضمیمہ ۔۔۔۔ ۲ روپیہ
قیمت سالانہ اہل ہند سے معہ انگریزی ضمیمہ ۔۔۔۔ ۳ روپیہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ۔۔۔۔ ۳ روپیہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ۔۔۔۔ ۴ روپیہ
قیمت دو کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی ۔۔۔۔ ۳ روپیہ
انگریزی ضمیمہ ۔۔۔۔ ۱ روپیہ

نوٹس

واضح رہے کہ کسی نئے خریدار کے نام اخبار نورافشاں لودیانہ بغیر قیمت پیشگی ارسال کے جاری نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف ایک دفعہ نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاویگا جبکہ کوئی نیا خریدار اخبار لینے کی درخواست کرتا ہے۔ اور نیز وسال کسی خریدار کو تخفیف قیمت اخبار نہ ہوگی ۔ اڈیٹر

غزل

گناہوں کی قید سے آزاد کرنا
مسیحا تو سب اہل شاد کرنا
تو اپنے قول کو کر یاد عیسیٰ
ہمیں جا سلطنت آباد کرنا
ہمارے ملک کی اسپیٹ پرستی
تو ہی تاور اسے برباد کرنا
رہے غافل جو تجھ سے انگلستان میں
مسیحا یوں سا ہی انہیں تو زاد کرنا
کبھی ہو منحو دے مصیبت
اُسی سے رات دن فریاد کرنا
تو قاضی ہوکے جب مسند پہ بیٹھے
ہمیں خادم سمجھ کر یاد کرنا
تمنا بس یہی گل کی ہے یا رب
رہوں خادم ترا ارشاد کرنا

ٹھمری

آیا تو چھوڑ کر تخت پہ رہا
تھی گناہ گار لوگوں کی فکر
کانٹوں کا دھرا آیا سیس مکٹ
سولی پہ لٹکا ہوکے نڈر رہا
دونوں جانب دو چور چڑھے
ہوا ایک شخص پہ خوب اثر
عاصی میں تیرا ایسوع مسیح
کر پاپ چھمائے تو میری خبر رہا
روح پاک کا مجھ پہ سایہ رہے
رہے تیری بھی مجھ پہ نیک نظر
ملے وصل نصیب ہو جلد تیرا
یہی گل کی دُعا ہوا آٹھ پہر

الراقم
ایم - سی - نیونٹن گل

ڈیرہ غازیخان

ضلع ڈیرہ غازیخاں ایک مسطر عربی پر دریائے سندھ پار واقع ہے۔ گل شرقی حد ضلع ہذا پر دریائے سندھ جاری ہے۔ دریا پار سے جانب شرق تحصیل لیہ متعلق ضلع ڈیرہ اسمعیل خاں اس کے جنوباً ضلع مظفرگڑھ اسکے جنوباً علاقہ نواب بہاولپور کا ملتا ہے۔ تمام غربی حد اس ضلع کی کوہستان سے ملتی ہے۔ اور اسی راہ سے غرباً کوہ سلیمان ملتا ہے۔

اس بڑے شہر کو نواب غازیخاں حاکم وقت نے زمانہ سابق میں آباد کیا تھا۔ اس سے ڈیرہ غازیخاں مشہور ہوا۔

آب و ہوا اس ضلع کی سرد و خشک ہے سب سے زیادہ گرمی بماہ جون اور سب سے زیادہ سردی بماہ جنوری ہوتی ہے۔ بماہ جون تھرمامیٹر اعلیٰ درجہ ۱۱۳ - اوسط درجہ ۹۰ ہوتا ہے۔ اور بماہ جنوری اعلیٰ ۷۰ - اوسط ۵۵ درجہ ہوتا ہے۔ باشندگان کو یہ آب و ہوا موافق ہے خوراک گوشت اکثر مفید پڑتی ہے لوگ اس ضلع کے توانا قد اور قوی ہیکل ہوتے ہیں خصوصاً جامپور کی آب و ہوا اچھی تندرست مشہور ہے۔ اس ضلع میں نسبت اضلاع پنجاب کے بارش بہت کم ہوتی ہے۔ مدار فصل کا جہاں بارش پر نہیں ہوتا ہے۔ سندھ میں نالجات و چاہات وسیلاب پر فصل ہوتی ہے۔ اگر کچھ بارش ہو جاوے تو گھاس اور درخت کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ وجہ کل بارش بہہ پانی جاتی ہے کہ کوہستان برف سے بید ملک بہت دور ہے جو پہاڑ سر درست ہے ہیں وہ خشک ہیں۔ ریگستان بھی قریب ہے۔

اس ضلع میں مُنجیل مشن کی طرف سے مردانہ و زنانہ شفاخانے مشہور ہیں۔ مردانہ شفاخانہ میں دو انگریز ڈاکٹر اور ایک دیسی اسسٹنٹ سرجن ہوکر ایک دیسی کمپوڈر اس کام کرتے ہیں۔ دو ڈاکٹروں میں سے ایک ڈاکٹر لنکاسٹر صاحب تو مروان وتاریخ کو درمنزول کی جیل میں ہوتے وقت دُہ گذر گئے۔ ڈاکٹر صاحب بہت نیک نہاد و محنتی۔ دیندار جفاکش۔ مدبر سادہ مزاج تھے آپ کی شادی مس ایڈمس صاحبہ سے ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں ہوئی تھی زنانہ ہسپتال ضلع میں صرف ایک ہے۔ دوسو مریضاں قریب ۱۰۰ ہر جہت دور دور سے مریضہ علاج کیلئے آتی ہیں اور خدمت حاصل کرتی ہیں۔ یہ ترقی مسز فرقہ صاحبہ کی ہمت و حُسن اخلاق کا نتیجہ

پادری ای-ایم-ویری صاحب موٹی ٹوبی اڈیٹر و منیجر اخبار نورافشاں کے واسطے مرکنٹائل پریس لودیانہ میں ایم-ای-مداپی کے اہتمام سے چھپا